100 مشہور قرآنی تضادات کا جواب

(از روئے قرآن)

حیدر علی

100 مشہور قرآنی تضادات

کا جواب

(از روئے قرآن)

حیدر علی

دیباچہ

کسی ذریعے سے ایک تحریر ہاتھ لگی جس پر سوچا کہ جس کسی نے بھی لکھی ہے تو اس کا جواب دینا چاہیے۔ کیونکہ لکھنے والے نے اپنا نام پوشیدہ رکھا ہے۔ بہرحال مجھے تو نفس مضمون سے غرض تھی۔ اللہ تعالی نے ایک چیلنج تمام جن وانس کو دیا تھا کہ وہ قرآن جیسی ایک کتاب یا دس سورتیں یا ایک ہی سورۃ بنا کر دکھا دیں۔ مگر عرب جو کہ اپنے آپ کو فصیح کہتے تھے اور دیگر اقوام کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔ انہوں نے یہ چیلنج قبول نہ کیا۔ عربوں کی شاعری اس وقت عروج پر تھی اور جو اعلی ترین کلام ہوتا تھا وہ کعبہ کی دیوار پر لٹکایا جاتا تھا۔ مگر قرآن کے اس چیلنج کے بعد عربوں کی ساری فصاحت و بلاغت سرنگوں ہوگئی۔

اسی طرح اللہ تعالی نے کچھ چیلنج اور کئے ہیں جیسے اللہ فرماتے ہیں "جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے تو رحمان کی اس تخلیق میں کوئی خلل نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ دوڑا، کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے؟ (3) پھر دوبارہ نگاہ کر، تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔" (4) سورہ ملک۔

اسی طرح اللہ تعالی نے چیلنج کیا کہ اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بہت سے تضادات موجود ہوتے۔ اب اس وقت کے عرب شاعروں نے اللہ کا یہ چیلنج قبول نہ کیا جو کہ ان کی اپنی زبان میں تھا اور نہ ہی اللہ کی بنائی ہوئی اس قدر وسیع کائنات میں انہیں کوئی جھول اور نقص نظر آیا۔ اور نہ ہی کلام پاک میں انہوں نے کسی تضاد کی نشان دہی کی۔

یعنی جب اللہ کی بنائی ہوئی اس قدر وسیع کائنات میں کوئی نقص نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کلام کے اندر تضاد کیسے ہوسکتا ہے؟ عربی دان تو ہتھیار پھینک گئے۔ مگر آج کے دور کے عجم کے لوگوں نے قرآن میں تضاد ڈھونڈ نکالے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اس قرآن میں رحمت ہے، شفا ہے، ہدایت ہے یہ نور ہے مگر جب کوئی اس کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہے گا تو اس کو خسارہ حاصل ہوگا اور وہ ہدایت کی بجائے اس سے گمراہی حاصل کرے گا۔

مسلمان کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کسی آیت کی سمجھ نہیں آتی تو اس کو سمجھنے کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔ مختلف علماء کے پاس جاتا ہے۔ مفسرین کا مطالعہ کرتا ہے، سوچتا ہے اور غور کرتا ہے، اللہ سے دعا کرتا ہے۔ اور پھر کسی نتیجے پر پہنچتا ہے۔ قرآن ایک بلند و برتر کتاب ہے اور اس کا فہم اللہ تعالی نے اپنے کنٹرول میں رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو جتنا چاہتا ہے اس پر اسی قدر کھولتا ہے۔ مگر ملحد اس کا مطالعہ فتنہ پھیلانے کے لیے کرتا ہے۔ اس کا مقصد اس سے ہدایت حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے ماننے والوں کو متنفر کرنا ہوتا ہے۔

ذیل میں ان لوگوں نے 100 تضادات نکالے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی رو سے ان کا جواب دیا جائے۔ جتنا علم مجھے میرے رب نے عطا کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ جواب ان لوگوں کی تشفی کے لیے کافی ہونگے اگر یہ واقعی علمی بنیاد پر غور کریں اور اگر 100 فی صد تشفی نہ بھی ہو تو پھر بھی انہیں مان لینا چاہیے کہ ان کے اعتراضات کی بنیاد غلط ہے۔

حیدر علی، فیصل آباد

03219664574

(نوٹ: آئندہ صفحات میں جو بھی تحریر ہے سیاہ رنگ میں معترضین کا حصہ ہے اور میرے جواب نیلے رنگ میں ہیں۔)

100 مشہور قرآنی تضادات

صرف ان لوگوں کے نام جو احادیث کو ضعیف کمزور۔ جھوٹی۔ غلط موضوع وغیرہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ قرآن تضادات اور غلطیوں سے پاک ھے۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔ (النساء آیت 82)

-1

زیادہ قسمیں کھانے والا ذلیل ہوتا ہے (القلم آیت 10)

اللہ نے خود بار بار قسمیں کھائیں (الشمس آیت 1 تا 7)

جواب: سورہ قلم آیت 8 میں اللہ تعالی پیغمبر سے فرما رہے ہیں کہ کسی جھوٹے کے پیچھے نہ چلنا۔ جبکہ اللہ تعالی نے جو قسمیں کھائی ہیں وہ بالکل روز روشن کی طرح سچ ہیں۔ اور ہر کوئی اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اگلی بات یہ کہ سورہ القلم کی آیت 10 سے یہ نہیں مراد کہ زیادہ قسمیں کھانے والا ذلیل ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ ایک مخصوص شخص کی بات ماننے سے منع کر رہے ہیں جو ذلیل ہے۔ اور اگلی صفت یہ کہ وہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔

قسم کی بابت سورہ نور کی آیات 6 تا 9۔ میں یہ بیان ہے کہ اگر کسی عورت پر جھوٹا الزام لگ جائے تو وہ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کے لیے چار بار قسم کھا سکتی ہے۔

-2

اگر تمہیں قرآن کے آسمانی کتاب ہونے پر شک ہے تو یہودیوں اور مسیح کے ماننے والوں سے پوچھ لو (یونس 94)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں (البقرہ 3)

جواب: سورہ یونس میں پہلے کا سیاق بتا رہا ہے کہ خطاب یہود سے ہو رہا ہے۔ اور ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں ہماری نازل کردہ کتاب میں کوئی شک ہے تو پہلے جو لوگ توریت اور انجیل پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ (انہی جیسے یہود یہ کتابیں پڑھ رہے تھے۔) یعنی جو لوگ پہلے سے آسمانی کتابیں پڑھتے آرہے ہیں ان سے پوچھ لو کہ یہ نئی نازل کردہ کتاب بھی آسمانی ہی ہے۔ لہذا اس میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ یہی بات اللہ نے قرآن کے دیگر مقامات میں بھی کہی۔ کہ اس کتاب کے آسمانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (سورہ سجدہ۔ 2)

-3

جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے اسکا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (آل عمران 85)

مسلمان یہودی صابی عیسائی جو بھی اللہ اور روز آخرت آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اسے آخرت میں بے خوف ہوگا اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا (البقرہ 62) 69.5*

جواب: یہ ہر مذہب کے اپنے دور کی بات ہے۔ایسا نہیں ہے کہ یہودی توریت پر عمل پیرا ہوں اور بعد میں عیسیٰؑ انجیل لے کر آ جائیں۔تو کچھ لوگ تو ایمان لے آئیں۔اور باقی کہہ دیں کہ نہیں ہم تو توریت پر ہی عمل کریں گے۔مذہب کوئی من چاہی چیز نہیں ہے۔بلکہ اللہ کے نازل کردہ کے مطابق عمل کا نام ہے۔

دوسری بات یہ کہ اس آیت میں اللہ پر ایمان کا لفظ آیا ہے۔اور اس کا مطلب ہے کہ حاضر وحی پر ایمان۔یعنی موجود کتاب کی روشنی میں اللہ کو ماننا۔اس لیے اس آیت کو سورہ المائدہ 68 سے 69 تک ملا کر پڑھیں تو واضح ہو جاتی ہے۔وہاں الفاظ وما انزل الیك نے بات واضح کر دی کہ آپؐ پر نازل کردہ سے ان کا کفر اور طغیانی بڑھے گی۔اس لیے آخری وحی پر ایمان ہی ایمان تسلیم ہوگا۔

4۔

مشرق اور مغرب (البقرہ 142) دو مشرق اور دو مغرب (الرحمن 17) مشرقوں اور مغربوں (المعارج 40)

جواب: مشرق اور مغرب نظام شمسی کا مرہون منت ہے۔اور پھر گرمی اور سردی میں سمت میں تبدیلی آ جاتی ہے۔اس طرح کائنات کے دیگر کہکشاؤں میں جو نظام شمسی موجود ہیں۔ان کی سمت بھی موجود ہے۔کوئی چیز اپنی اصل میں موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کبھی کسی انداز سے اور کبھی کسی انداز سے اس کا تذکرہ کر دیں تو اس میں تضاد تو نہیں ہوا۔

5۔

جو تجھے برائی پہنچے اللہ کی طرف سے آتی ہے (نساء 79)

جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے (نساء 80)

جواب: سورہ نساء آیت 78 میں کہا گیا کہ اگر ان لوگوں کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے کہ وہ اے رسولؐ تیری طرف سے ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ بھلائی اور برائی دونوں کا مالک اللہ ہی ہے۔یعنی دونوں اللہ کے مقرر کردہ نظام قوانین کے تابع ہیں۔اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا فضل ہے اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے پیچھے تمہارا کوئی نہ کوئی اپنا قصور ہوتا ہے۔اللہ بلا وجہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے۔

آیات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے نا کہ جو چیز سمجھ میں نہ آئے اس کو تضاد کا نام دے دیا جائے۔مزید تفصیل کے لیے دیکھئے تضاد نمبر 60۔

6۔

تم وہی کچھ چاہ سکتے ہو جو اللہ چاہے (التکویر 29)

اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے (کہف 29)

جواب: قرآن کریم آئین کی کتاب ہے۔اس کے اصول وضوابط پورے قرآن میں بکھرے پڑے ہیں۔جس طرح سے ہر آئین کا ایک بنیادی سٹرکچر ہوتا ہے۔اسی طرح مختلف طرح کی آیات سے الگ الگ معانی لے کر بنیادی اصول ختم نہیں کئے جاتے۔مکافات عمل قرآن کا ایک بنیادی موضوع ہے۔اسی طرح انسان کو صاحب اختیار بنانا بھی ایک بنیادی موضوع ہے۔پورے قرآن میں مذکور ہے کہ نیک لوگ ہی جنت میں جائیں گے اور بدکردار جہنم میں جائیں گے۔اسی طرح ان آیات میں اللہ نے کہا کہ جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کر لے۔پھر اللہ نے کہا کہ ہونا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔تو اللہ کیا چاہتا ہے وہ اس نے پورے قرآن میں بیان کر دیا ہے۔ ان آیات کے ساتھ سورہ مدثر کی آخری آیات اور سورہ الدھر کی آخری آیات کو پڑھیں تو بات واضح ہو جائے گی۔

7-

رب کے ہاں ایک دن ہزار سال کے برابر ہے (حج 47) (السجدہ 5)

ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے (المعارج 4)

جواب: دن کا حساب نظام شمسی کے گرد گھومتا ہے۔ اب دو مقامات پر اللہ نے کہا کہ تمہاری گنتی کے مطابق ایک دن ہزار سال کے برابر ہے۔ مگر سورہ معارج میں فرمایا کہ فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں ایک ایسے دن جس کا حساب پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ تو اس میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ اللہ کے حساب کتاب ہیں۔ کائنات میں اربوں کہکشائیں ہیں ہم ان کے دن کا حساب نہیں کر سکتے۔ ہوسکتا ہے کئی دن اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ طویل ہوں۔

8-

نبی دنیا کیلئے رحمت تھے (انبیاء 107) نبی گناہ گار تھے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں (غافر 55) (47-19) (48-2)

جواب: نبیؐ کا باعث رحمت ہونا اور بات ہے۔ اور بطور انسان گناہ کا سرزد ہونا اور بات ہے۔ جیسے سورہ انعام میں فرمایا کہ اے نبیؐ کہہ دو۔ کہ میں بھی ایک بڑے عذاب کا خوف رکھتا ہوں۔ 15-6۔ تو نبی ہونے سے انسانی حیثیت سے نکلا نہیں جا سکتا۔ اور مکافات عمل کے سارے اصول وضوابط نبی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

9-

پہلے مسلمان محمد تھے (تحریم 12) ابراہیم اور اسکی اولاد تھی (بقرہ 132) عیسی اور اسکے حواری تھے (ال عمران 52)

جواب: مسلم کا مطلب ہوتا ہے فرمانبردار۔ اور اس کی نسبت ہوتی ہے وحی کے ساتھ۔ ہر جگہ جس پیغمبر یا اولاد پیغمبر نے مسلم ہونے کا دعوی کیا تو وہ فرمانبرداری کا دعوی تھا۔ نہ کہ یہ کوئی ٹریڈ مارک کی بات تھی۔ بلکہ سورہ الصافات کی آیت 26 میں کافروں کے لیے کہا گیا کہ ان کو لے چلو جہنم میں تو وہاں کہا۔ آج کے دن یہ بڑے فرمانبردار ہیں۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ۔

10-

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے (نحل 49)

اور جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو زمین وآسمان میں سے کچھ نہیں دے سکتے (نحل 73)

جواب: سورہ نحل کی آیت 48 میں فرمایا کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ کی پیدا کردہ مختلف چیزوں کے سائے اسے دائیں بائیں سجدہ کرتے ہیں۔ پھر آیت 49 میں دابۃ اور ملئکہ کا ذکر ہے۔ دابۃ سے مراد تمام جانور ہیں نہ کہ انسان۔ اس کی مزید وضاحت سورہ حج کی آیت 18 میں کردی۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿١٨﴾

اس آیت میں (دواب) اور (الناس) کے الفاظ علیحدہ کر کے بات واضح کر دی۔ کیونکہ یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ انسان صاحب اختیار ہے اور خدا نے کسی کو زبردستی اطاعت پر مجبور نہیں کیا۔ اسی لیے انسانوں کے لیے کثیر من الناس کا لفظ آیا۔ باقی سورہ نحل 73 میں واضح کر دیا کہ بہت سے انسان دیگر چیزوں اور اپنے جیسے انسانوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لیے یہاں تضاد کی کوئی صورت نہیں ہے۔

-11

اوران سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں (توبہ 29)

رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے (تغابن 64)

جواب: سورہ توبہ کی شروع سے تلاوت کی جائے تو ساری بات سمجھ میں آجاتی ہے۔قرآن کے درمیان سے کوئی آیت نکال کر اور پھر اس میں تضاد ڈھونڈ نا درست نہیں۔خاص طور پر سورہ توبہ کی آیت 12 اور 13 پڑھ لیں تو بات سمجھ میں آجائے گی کہ ان لوگوں سے جنگ کا حکم دیا جارہا ہے جنہوں نے جنگ بندی کا معاہدہ توڑا۔مومنوں اور رسول کریمؐ کو مکہ سے نکالا۔اور جنگ میں پہل کی۔

باقی اللہ تعالی نے واضح کر دیا ہے کہ دین قبول کرنا ہر ایک کا اختیار ہے۔اور رسول زبردستی کسی سے قبول نہیں کرواسکتا۔مگر جنگ کا حکم ان لوگوں سے ہے جنہوں نے پیغمبر کو اس کے علاقے سے نکالا۔ جنگ بندی کا معاہدہ توڑا۔اور جنگ میں پہل کی۔ پھر اللہ نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے اپنے علاقے واپس لیے جائیں۔

-12

نبی اور مومنوں کے شایان شان نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت کریں (توبہ 113)

ابراہیم نے اپنے (مشرک) باپ کیلئے دعائے مغفرت کی (توبہ 114

جواب: سورہ توبہ 114 کا حوالہ درج کر رہے ہیں تو پوری آیت ہی دے دیتے تا کہ آیت کا اگلا حصہ واضح کر دیتا۔وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کا سبب تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے۔لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔کچھ شک نہیں کہ ابراہیمؑ بڑے نرم دل اور متحمل تھے (114)

-13

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ سے ان کے لیے چوپائے پیدا کیے (یسین 73)

جب اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے (یسین 82)

جواب: یہاں تضاد کی کوئی صورت نہیں۔بے شک اللہ تعالی اس قدر طاقت والا ہے کہ وہ کچھ بھی پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ مگر کلام کا اسلوب ہے کہ بہت سی چیزوں کو اپنی طرف منسوب کرنے کے لیے اللہ نے کہا کہ اس نے اسے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔مثلاً آسمان کو اپنے ہاتھ پیدا کیا۔آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔چوپایوں کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔تضاد تو تب بنتا جب آپ ایسی چیز لے کر آتے جو اللہ کے سوا کسی اور نے بنائی ہو۔بغیر کسی موجود میٹریل کے۔

-14

اے نبی کہہ دو مجھے اللہ ہی کافی ہے (توبہ 129)

اے لوگو نبی کی مدد کرو (آل عمران 81)

جواب: آل عمران 81 میں انبیاء سے اقرار لیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے موجود ہوتے ہوئے کوئی دوسرا نبی آجائے تو اس نئے نبی پر ایمان لانا ہے اور تبلیغ کے کام میں اس کی مدد کرنی ہے۔ یہاں عام لوگ مخاطب نہیں ہیں۔ویسے بھی اللہ تعالی انسانی دنیا کے معاملات انسانوں کے

ذریعے ہی حل کرتے ہیں۔ صرف ناگزیر حالات میں ہی اللہ تعالیٰ قوانین فطرت میں مداخلت کرتے ہیں۔

15۔

عمران کی بیٹی (عیسیٰ کی ماں) کو مریم کہا گیا (تحریم 12)

(1400 پرانے) ہارون کی بہن بنا دیا اللہ نے (مریم 28)

جواب: یہاں 1400 سال پرانے ہارونؑ کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ مریمؑ کا ایک قریبی رشتہ دار جو کہ پرہیزگار تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ قوم کے لوگ اس کی پارسائی کا حوالہ دے کر مریمؑ کو پوچھ رہے تھے۔ مسلم و ترمذی میں یہی تفسیر نبی کریمؐ سے منقول ہے۔

16۔

اور چاند کو (مصنوعی روشنی والا) نور بنایا (نوح 16)

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے (نور 35)

جواب: یہاں دونوں مقامات پر سیاق کو ساتھ ملا کر پڑھنے کی ضرورت ہے۔ سورہ نوح کی اس سے پہلی آیات میں سات آسمانوں اور اس میں سورج اور چاند کے بنانے کا ذکر ہے۔ جبکہ سورہ نور میں اس کے بعد اگر پوری آیت پڑھیں تو پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نور ہونے کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے۔

17۔

اللہ زندگی اور موت دیتا ہے (اعراف 58)

فرعونی جو تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے (بقرہ 49)

جواب: یہ حقیقت ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر چونکہ انسان ایک با اختیار مخلوق ہے اس لیے اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے تو اس کی قرآن میں سزا بیان ہوئی ہے۔ فرعون ان کے بیٹوں کو مار دیتا تھا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا مگر فرعون زندگی اور موت پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو بچا لیا۔ اور فرعون خود اپنے آپ کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔

18۔

اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں کل جاندار اور فرشتے (نحل 49)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا (بقرہ 34)

جواب: تمام جاندار اور فرشتے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور ہر روز کرتے ہیں۔ اور انسان مقررہ اوقات میں کرتے ہیں۔ جبکہ آدم کو سجدہ ایک ہی دفعہ کا واقعہ ہے جو کہ اللہ کے حکم کی تعمیل تھا۔ اور اس کی وجہ انسان کی فرشتوں پر علم کے لحاظ سے برتری ہے۔ یہ عبادت کا سجدہ نہ تھا۔

19۔

اللہ ہی کی بادشاہی ہے آسمان اور زمین میں (آل عمران 189)

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے (بقرہ 245)

جواب: اللہ کو قرض حسنہ دینے کا مطلب سبھی جانتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے جو کہ انسانوں پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک طرح سے آزمایا ہے کہ کون اپنے اختیار و ارادہ سے اپنے مال سے جس وہ بے حد محبت رکھتا

ہے، اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

20-

ایک مسلمان مومن 10 کافروں پر بھاری ہے (انفال 65)

ایک مسلمان مومن دو کافروں پر بھاری ہے (انفال 66)

جواب : یہ اکٹھی آیات ہیں اور اللہ تعالی نے بعد والی آیت میں بتا دیا کہ اب اس نے یہ تخفیف کر دی ہے یعنی مسلمان کا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ چونکہ ابھی ان کے اندر کمزوری ہے۔اس لیے یہ تضاد والی بات نہیں ہے۔یعنی پہلے ایک بات کہی اور بعد میں اس میں ترمیم کر دی۔اور اللہ جس طرح کا حکم چاہے وہ دے سکتا ہے۔

21-

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان سے درگزر کرو (جاثیہ 14)

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان سے جنگ کرو (توبہ 29)

جواب: سورہ جاثیہ کی آیت 14 کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ سے ملاقات کا یقین نہیں رکھتے ان کا بھی دھیان کرو (یعنی ان کو بھی نصیحت کرو۔) بے شک جو نیک عمل کرے گا تو اپنے لیے ہی کرے گا۔اور جو برا کرے گا تو اس کا پھل پائے گا۔ اور سورہ توبہ کو شروع سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔اس میں اللہ تعالی نے واضح کر دیا ہے کہ جن لوگوں نے صلح کے عہد کو توڑا۔پھر نبیؐ کو ان کے گھر یعنی مکہ سے بے دخل کیا۔اور پھر مدینے میں ان سے جنگ کرنے آ گئے۔اور انہوں نے ہی جنگیں شروع کیں۔تو ایسے کافروں سے تم بھی جنگ کرو۔

22-

قرآن عربوں کے لیے ہے (فصلت 44) زخرف 3) یوسف 2)

قرآن ساری دنیا کے لیے ھے (نساء 174)

قرآن انسانوں اور جنوں کیلیے ہے (رحمن 23)

جواب: پہلی بات ہی غلط ہے۔سورہ زخرف اور سورہ یوسف میں کہا گیا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔اور فصلت کی آیت اس طرح ہے کہ اگر یہ قرآن عجمی زبان میں ہوتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہیں؟ مخاطب تو عربی ہیں اور کتاب عجمی۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۔

اور تیسرا حوالہ درست نہیں ہے۔یعنی سورہ رحمن کی کسی آیت میں یہ نہیں ہے کہ یہ قرآن انسانوں اور جنوں کے لیے ہے۔ اس لیے یہاں کوئی بھی تضاد نہیں ہے۔

23-

محمد سے پہلے کوئی نبی یا ڈرانے والا نہیں آیا (سبا 44)

ہر ایک امت کے لئے ایک رسول آیا (یونس 47)

جواب: سورہ سبا کی آیات میں یہ سارا مکالمہ مکہ کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ان کی طرف آپؐ سے پہلے نہ کوئی کتاب آئی اور نہ کوئی رسول۔ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ اس لیے یہاں کوئی تضاد نہیں ہے۔

-24

قوم عاد کو ایک دن میں تباہ کیا (قمر 19)

قوم عاد کو کئی دنوں میں تباہ کیا (فصلت 16)

جواب: سورہ فصلت میں لفظ ایام نحسات استعمال ہوا ہے۔اور سورہ قمر میں یوم نحس۔مگر سورہ قمر میں نحس کے ساتھ مستمر کا لفظ بھی آیا ہے۔ فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔اور یہی لفظ سورہ قمر آیت نمبر 2 میں آیا ہے وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔اور کہنے لگے کہ یہ چلتا ہوا جادو ہے۔اس لیے سورہ قمر 19 کا مطلب ہے کہ چلتی ہوئی نحوست کے دن۔

مگر اللہ تعالی نے سورہ الحاقہ میں بات ہی واضح کردی۔وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے (6) اللہ تعالیٰ نے اُس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن اُن پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اِس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔(7)

یعنی ایک دن حکم دیا، آندھی چلادی اور پھر اس کو سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔اور تباہ کردیا۔

-25

وہی (ایک) اللہ ھے جو پروردگار ہے (غافر 62)

اللہ بہترین ہے زیادہ خالقوں میں سے (مومنون 14)

جواب: یہاں تضاد کی کوئی صورت نہیں ہے۔اللہ بھی چیزیں بناتا ہے اور انسان بھی بناتا ہے۔سورہ غافر میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔اور سورہ مومنون میں رحم مادر میں انسان کی تخلیق کا ذکر کر کے فرمایا کہ بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے۔ مگر جو چیزیں اللہ نے تخلیق کی ہیں وہ انسان نہیں کرسکتا۔انسان بغیر کسی موجود مسالہ کے کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔

-26

اللہ شرک ہرگز معاف نہیں کرے گا (نساء 48- نساء 116)

قوم موسی نے بچھڑے کو پوجا۔معاف کردیا (بقرہ 52)

جواب: ایسے ہی نہیں معاف کردیا۔سورہ بقرہ آیت 54 میں بتادیا کہ جن لوگوں نے بچھڑا بنایا اور اس کی پوجا کی ان کو قتل کردیا گیا تھا۔وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ پھر موسیٰؑ نے کہا۔اے میری قوم بے شک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر بڑا ظلم کیا ہے۔پس اب اپنے رب کے ہاں توبہ کرو۔اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا، ان کو قتل کردو۔ یہ سب سے بہتر طریقہ ہے اپنے رب کو راضی کرنے کا۔پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا۔مہربان ہے۔(54)

-27

فرعون کے بدن کو دریا میں غرق ہونے سے بچایا (یونس 92)

فرعون اور اسکے ساتھیوں کو غرق کردیا گیا (اسراء 103)

جواب: یہ تضاد کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اس سے دو آیات پہلے یہ بتادیا گیا کہ فرعون غرق ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل۔ مگر اللہ نے کہا کہ اب وقت ختم ہو چکا۔ اب ہم تیری لاش کو بچالیں گے تا کہ بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت ہو۔ (آج بھی وہ لاش مصر کے عجائب گھر میں پڑی ہے۔) وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝۹۲

سورہ یونس آیت 90 تا 92۔

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) دریا میں غرق ہونے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں (فرمانبرداروں) میں سے ہوں۔ (90) (اس سے کہا گیا) اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے تو مسلسل نافرمانی کرتا رہا ہے۔ اور تو فسادیوں میں سے ایک بڑا مفسد تھا۔ (91) پس آج ہم صرف تیرے بدن (لاش) کو بچائیں گے تا کہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے عبرت کی ایک نشانی بن جائے۔ اگر چہ لوگوں کی اکثریت ہماری نشانیوں سے غافل ہی رہتی ہے۔ (92)

-28

تا کہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد نہیں ڈرائے گئے (یسین 6)

اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے (فرقان 51)

کوئی امت نہیں گذری جس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو (فاطر 24)

جواب: ہر امت میں نبی پیدا ہوئے۔ مگر ضروری نہیں کہ مکہ میں آیا تو مدینہ میں بھی آنا چاہیے۔ یعقوبؑ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ اور ان کی طرف اللہ تعالی نے انبیاء کا سلسلہ بھیجا۔ یعنی پے در پے پیغمبر بھیجے۔ اور بنی اسمعیلؑ میں آخری پیغمبرؐ آئے۔ بنی اسرائیل کی طرف جو پیغمبر آئے وہ یمن، شام، فلسطین، مصر کے علاقوں میں آئے۔ اور تورات اور انجیل کو ماننے والے مکہ اور مدینہ میں موجود تھے۔ اب مکہ والوں کا ذکر کر کے اللہ نے فرمایا کہ ان کے آباؤ اجداد میں پہلے ڈرانے والا نہیں آیا۔ یعنی ہر علاقے میں پیغمبر کا آنا ضروری نہیں۔ مگر ہر گروہ کی طرف اللہ کا پیغمبر آیا ہے۔ امت اور قریہ کا فرق ملحوظ رکھیں۔ اس لیے یہاں تضاد کی کوئی صورت نہیں بنتی۔

-29

یہ روشن واضح کتاب کی آیات ہیں (قصص 2)

کچھ آیات محکم اور کچھ متشابہات ہیں (ال عمران 7)

جواب: هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷

وہی ذات ہے جس نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں کچھ آیات محکم اور واضح ہیں وہی اصل احکام ہیں۔ اور کچھ متشابہات

ہیں۔پس جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں صرف فتنہ برپا کرنے کی خاطر۔اور من مانی تاویلیں تلاش کرتے ہیں۔حالانکہ ان کی تاویل صرف اللہ کو معلوم ہے۔اور پختہ علم والے یہی کہتے ہیں کہ جو بھی ہمارے رب نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔اور صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

قرآن کی تمام آیات ہی روشن اور واضح ہیں۔ان میں سے کچھ محکم تصورات ہیں جیسے توحید،عبادات،احکامات وغیرہ۔اور کچھ تمثیل کے طور پر بیان ہوئی ہیں۔جیسے آدمؑ میں روح پھونکنا، وحی کی ماہیت،جنت اور دوزخ کی کیفیت۔تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہو۔وہ ان متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔اور ان کے بارے میں فلسفیانہ موشگافیوں میں مشغول رہتے ہیں۔مقصد صرف فتنہ برپا کرنا ہوتا ہے۔

-30

جھوٹ بولنے والے پر اللہ نے لعنت کی (ال العمران 61) (نور 7)

مریم کو اللہ نے خود جھوٹ بولنے کا کہا۔کہ تو کھا اور پی کوئی نظر آئے تو کہہ دے کہ میں نے روزہ رکھا ھے (مریم 26)

جواب: اللہ نے جھوٹ بولنے کا نہیں کہا۔بلکہ خاموش رہنے کا روزہ تھا۔اس کا مقصد یہ تھا کہ گود کے بچے نے بات کرنا تھی۔آیات واضح ہیں

فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۚۖ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ
قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ قف اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ﴿۳۰﴾

پس تو کھجوریں کھا اور پانی پی۔اور بیٹے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے اور وہ تم سے کچھ پوچھے تو اشارہ سے کہہ دینا کہ میں نے رحمن کے لئے چپ کے روزہ کی منت مانی ہے۔تو میں آج کسی سے بھولے سے بھی بات نہیں کروں گی۔(26) اس کے بعد وہ بچہ کو گود میں اٹھائے اپنی قوم کے پاس لائی۔انہوں نے کہا اے مریمؑ تو نے بڑا برا کام کیا ہے۔27) اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔(28) انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا تو قوم نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گھوارے کا بچہ ہے۔(29) بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔(30)

-31

اللہ آسمان میں ہے (ملک 16)

اللہ عرش پر ھے (طہ 5) (یونس 3)

اسکا عرش پانی پر تھا (ھود 7)

اللہ ہر جگہ ھے (بقرہ 115)

اللہ شہ رگ سے بھی قریب ھے (نحل 50)

جواب: یہی وہ بات ہے جو تضاد نمبر 29 میں کہی گئی۔یعنی اللہ تعالی خالق کائنات ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ کسی چیز سے اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔انسان اپنے ذہن کی موجودہ سطح پر یہ جان ہی نہیں سکتا کہ وہ ہستی کیسے کی ہے۔اس لیے ایمان والے یہ بات فوراً مان لیتے ہیں۔مگر فتنہ پرور ان کی ماہیت کے پیچھے چلنے لگتے ہیں

32-

غیب پر ایمان لانے کا کہا (بقرہ 3)

غور وفکر کرنے کا کہا (بقرہ 266)

جواب: جو چیزیں غیب ہیں ان پر ایسے ہی اللہ تعالی نے ایمان لانے کا حکم دیا۔ جیسے اللہ کی ذات، فرشتے، جنت، دوزخ، یوم آخرت وغیرہ۔ اور جو چیزیں انسان کے حواس میں آ گئی ہیں ان پر غور وفکر اور تدبر کا حکم دیا ہے۔ اس میں خارجی کائنات ہے اور انسان کی داخلی دنیا ہے۔ اور خود اللہ تعالی نے قرآن پر غور وفکر کا حکم دیا ہے۔ اسی لیے فرمایا۔ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ سورہ النساء

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے (82)

33-

قیامت والے دن ایک صور پھونکا جائیگا (الحاقہ 13)

اس وقت دو صور پھونکے جائینگے (نازعات 7)

جواب:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا ایک بار پھونکا جانا (13) اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پس وہ دونوں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے (14) پس اس دن قیامت ہوگی (15) سورہ الحاقہ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو کوئی آسمانوں اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ چاہے پھر دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا تو یکا یک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے (68) سورہ الزمر۔

یہ ویسے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ پہلی دفعہ کے صور پھونکنے پر زمین اور آسمان ختم ہو جائیں گے۔ اور دوسری آیات میں دونوں دفعہ کے صور پھونکنے پر جو کیفیت ہوگی وہ بتا دی گئی ہے۔

34-

قیامت والے دن پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے (معارج 9)

پہاڑ چلائے (مٹ) جائیں گے سراب کی طرح ہو جائنگے (نبا 20)

جواب: یہ آیت بھی متشابہات میں سے ہے۔ قیامت کا ذکر ہے۔ اور یہاں تضاد والی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ روئی کی طرح ہو جائیں گے اور چلائیں جائیں گے۔ پھر ایسے ہوگا جیسے وہ سراب ہے۔

35-

روز قیامت کفار نہیں بول سکیں گے (نمل 85)

ان کے ہاتھ بولیں گے (یسین 65)

جواب: دونوں آیات میں کفار بول نہیں سکیں گے۔ پہلی آیت کے سیاق کے مطابق اللہ ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا اور اب عذاب واقع ہو گیا تو پس وہ جواب میں کچھ بھی نہیں بول سکیں گے۔ اور دوسری آیت کے مطابق اللہ ان کے منہ بند کر دیں گے اور پھر ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے ذریعے سے گواہی دلائی جائے گی۔ اس لیے یہاں تضاد والی کوئی بات نہیں۔

36-

اللہ ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرتا (توبہ 115)

جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دیتا (رعد 33)

جواب:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

اور اللہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں قرار دیتا جب تک ان پر یہ واضح نہ کر دے کہ انہیں کن چیزوں سے پرہیز کرنا ہے - بیشک اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے (115)

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾

کیا وہ ذات جو ہر نفس کے اعمال کی نگراں ہے اور انہوں نے اس کے لئے شریک فرض کر لئے ہیں تو کہئے کہ ذرا شرکا کے نام تو بتاؤ تم خدا کو ان شرکا کی خبر دے رہے ہو جن کی ساری زمین میں اسے بھی خبر نہیں ہے یا فقط یہ ظاہری الفاظ ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ کافروں کے لئے ان کا مکر مزین ہو گیا ہے اور انہیں راہ حق سے روک دیا گیا ہے اور جسے خدا ہدایت نہ دے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے (33)

دونوں آیات واضح ہیں کہ جو شرک کرتے ہیں اور مکر کرتے ہیں اور لوگوں کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت نہیں دیتا۔

37-

اور کوئی اس (اللہ) جیسا نہیں (اخلاص 4)

اللہ کی آنکھیں ہیں (طہ 20)

اللہ کے ہاتھ ہیں (مائدہ 64) ص 75

جواب: تضاد نمبر 31 میں اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

38-

اللہ رحیم و مہربان ہے (فاتحہ 3)

جنہوں نے آیتوں کو جھٹلایا انہیں آگ میں ڈالے گا۔ اور نئی چمڑی دے گا (نساء 56)

جواب: سورہ النساء کی آیت نمبر 45 سے سیاق ملایا جائے تو یہ سارا خطاب یہود سے ہے۔ اور اللہ تعالی نے ترتیب وار ان کے گناہ گنوا کر

اور انہیں متنبہ کرنے کے بعد ان کی یہ سزا بیان کی ہے۔ کلام اللہ میں تحریف کرتے، نبی کریمؐ کی توہین کرتے زبان مروڑ کر، شرک کا ارتکاب کرتے، اللہ پر جھوٹ باندھتے، شیطان اور بتوں پر ایمان رکھتے، سارے مال پر قبضہ کرتے اور لوگوں کو کچھ نہ دیتے اور لوگوں سے حسد کرتے۔ اسی سورہ کی آیت نمبر 147 میں فرمایا۔

مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾ آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو۔ اللہ بڑا قدردان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے (147)

39-

اللہ ڈائریکٹ بات نہیں کرتا بلکہ وحی سے کرتا ہے یا پردے کے پیچھے سے (شوری 51)

آدم سے بات کی (بقرہ 36)

موسی سے ہمکلام ہوا (نساء 164)

جواب: جہاں تک آدمؑ کا ذکر ہے تو ان سے بات دنیا میں بھیجنے سے پہلے کی۔ جب انہیں بنایا اور فرشتوں کے ذریعے سجدہ کروایا۔ اور موسیؑ سے اس دنیا میں بات کی۔ حالانکہ موسیؑ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ نے کہا کہ نہیں دیکھ سکتے۔ (سورہ اعراف 143)

پھر ایک جگہ فرما دیا کہ کوئی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی۔ (سورہ انعام 103)

40-

تیرا رب ظلم سے بستیوں کو تباہ نہیں کرتا (انعام 131)

پھر ہم بستیوں کو تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں (اسراء 16)

جواب: دونوں مقامات پر صرف ایک ایک آیت پہلے سے سیاق کے ساتھ پڑھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنفُسِنَا ۖ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿١٣٠﴾ ذَٰلِكَ أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ ﴿١٣١﴾

(اس موقع پر اللہ ان سے پوچھے گا کہ) "اے گروہ جن وانس، کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اِس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟" وہ کہیں گے" ہاں، ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں" آج دنیا کی زندگی نے اِن لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے، مگر اُس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے (130) (یہ شہادت اُن سے اس لیے لی جائے گی کہ یہ ثابت ہو جائے کہ) تمہارا رب بستیوں کو ظلم کے ساتھ تباہ کرنے والا نہ تھا جبکہ ان کے باشندے حقیقت سے ناواقف ہوں (131)

مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾

جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے، اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اُسی پر ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک

پیغام بر نہ بھیج دیں (15) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں (16)

-41

مریم سے ایک فرشتے نے کلام کیا (سورہ مریم 16-19)

مریم سے کئی فرشتوں نے کلام کیا (آل عمران 42 اور 45)

جواب: مریمؑ سے ایک ہی فرشتے نے کلام کیا۔ سورہ آل عمران میں جمع کا صیغہ عظمت وتکریم کے لیے آیا ہے۔ اور یہ اسلوب ہر زبان میں موجود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی کی ذات کے لیے قرآن کریم میں کئی مقامات پر جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ جب اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ دنیا بنائی۔ یا ہم نے قرآن نازل کیا۔ اس لیے یہ کوئی تضاد کی بات نہیں۔

-42

قوم ثمود کو ہولناک آواز کے عزاب سے تباہ کیا گیا (ھود 67)

قوم ثمود کو زلزلے کے عزاب سے تباہ کیا گیا (الاعراف 78)

قوم ثمود کو بجلی کے عزاب سے تباہ گیا (الزاریات 44)

جواب: زلزلہ، آواز اور بجلی، یہ تینوں چیزیں اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں۔ اس لیے یہ تضاد کی بات نہیں ہے۔

-43

زمین بنائے جانے کا ذکر پہلے آیا (البقرہ 29) حم سجدہ 9 تا 12۔

آسمان بنائے جانے کا ذکر پہلے آیا (النازعات 27-30)

جواب: اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کُن، تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ زمین و آسمان کس طرح ارتقائی مراحل سے گزرے؟ اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ یہ آیات متشابہات سے متعلق ہیں۔ ان میں ہم صرف یہی دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ کی قدرت کی کیا کیا نشانیاں موجود ہیں۔ خاص طور پر سات آسمان؟ سائنس ابھی تک پہلے آسمان کا تعین نہیں کر سکی۔ سبھی کچھ اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ تضاد تو تب ہوتا جب کوئی چیز کسی اور نے بنائی ہوتی۔

-44

استطاعت رکھتے ہوئے بھی روزہ چھوڑا۔ جاسکتا ہے فدیہ دے کر (بقرہ 184)

استطاعت رکھتے ہوئے روزہ نہیں چھوڑا جاسکتا چھوڑے روزے بعد میں رکھنے ہونگے (بقرہ 185)

جواب: دونوں آیات میں مذکور ہے کہ جو کوئی مریض ہو، یا سفر میں ہو تو وہ بعد کے دنوں میں روزے پورے کر لے۔ اسکے بعد جو جملہ ہے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ اس میں يُطِيقُونَهُ سے پہلے (لا) محذوف ہے۔ یعنی جو طاقت نہیں رکھتے وہ مسکین کو فدیہ دے دیں۔ مزید تفصیل میری کتاب قرآن فہمی میں درج ہے۔ متعلقہ مقام وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ لنک درج ذیل ہے۔

www.ebooksall.com/quran-fahmy-by-haider-ali

-45

زمین اور آسمان چھے دن میں بنائے گئے (الاعراف آیت 54)

زمین اور آسمان آٹھ دن میں بنائے گئے (فصلت 9-12)

جواب: اس کا جواب تضاد نمبر 43 کے تحت دیا جا چکا۔

-46

اور جو تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چار مہینے دس دن تک اپنے نفس کو روکنا چاہیے (بقرہ 234)

جو لوگ مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو بیویوں کو سال بھر کے لیے گھروں سے نہیں نکلنا چاہیے (بقرہ 240)

جواب: آیت کے کچھ حصے کو لے کر تضاد بنانا درست نہیں۔ آیت نمبر 240 میں مذکور ہے کہ لوگوں کو وصیت کر کے جانا چاہیے کہ ان کی بیوی کو ایک سال تک گھر سے نہ نکالا جائے۔ اور اگلے حصے میں ذکر ہے کہ اگر وہ خود چلی جائیں تو کوئی اعتراض کی بات نہیں جو فیصلہ وہ اپنے لیے کریں۔ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو انہیں اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کے لیے گزارہ کے واسطے وصیت کرنی چاہیئے گھر سے باہر نکلے بغیر پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں اپنے حق میں دستور کے موافق کریں اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (240)

چار مہینے دس دن اگلے نکاح سے رکنے کا حکم ہے۔

-47

بدکار عورت کو گھر میں بند کر دو موت تک (النساء 15)

بدکار عورت کو سو کوڑے مارو (النور آیت 2)

جواب: قرآن نے زنا کی سزا سو کوڑے مقرر کی ہے۔ سورہ النساء آیت 15 اور 16 میں ہم جنس پرستی کی سزا کا بیان ہے۔

-48

بیشک نبی اچھے اخلاق والے ہیں (القلم آیت 4)

اور نبی نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا جب ایک نابینا آیا (عبس 1-2)

نبی کو نہیں چاہیے کہ قیدی بنائے جب تک زمین میں خوب خونریزی نہ کر لے (انفال آیت 67)

جواب: بے شک آپؐ اخلاق کے اعلی مرتبے پر فائز ہیں۔ قرآن کریم نے اس کی شہادت دی ہے۔ لیکن بہرحال آپؐ انسان بھی تھے۔ اس لیے اللہ تعالی وقتاً فوقتاً آپؐ کو مختلف احکامات دیتے رہتے تھے۔ سورہ عبس میں آپؐ نے ایک نابینا شخص کو توجہ نہ دی۔ جبکہ آپؐ ایک سردار کو تبلیغ میں مصروف تھے۔ اور آپؐ چاہتے تھے کہ سردار ایمان لے آیا تو پورا قبیلہ لے آئے گا۔ مگر اللہ تعالی نے آپؐ کو واضح ہدایت دے دی کہ یہ قرآن تو نصیحت ہے تو جو کوئی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور اے نبیؐ یہ آپؐ کی ذمہ داری نہیں کہ کسی کا تزکیہ کر دو۔ اس لیے اللہ تعالی نے آپؐ کی تصحیح کر دی۔

سورہ انفال میں اللہ تعالی نے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ جب تک جنگ پوری نہ ہو جائے۔ قیدی نہیں بنائے جا سکتے۔ یعنی دوران جنگ کسی کو قید نہ

کرو۔ جب آپؐ کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ اور دشمن کو شکست ہو جائے۔ تو پھر آپؐ قیدی بنا سکتے ہو۔ اس میں نوٹ کرنے کی چیز یہ ہے کہ جنگ کے بارے میں احکامات کی پورے سیاق و سباق کو مدنظر رکھ کر رائے قائم کرنی چاہئے۔ ایسا نہیں دکھانا چاہئے کہ نبی کریمؐ کو پوری زمین میں خونریزی کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ان احکامات سے یہ رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ نبیؐ کے اخلاق میں کسی قسم کی کوئی کمی تھی۔ (معاذ اللہ)

49-

دین میں کوئی جبر نہیں (البقرہ 256)

تمہارے لیے تمہارا دین (کافرون 6)

ان سے لڑو جو سچا دین قبول نہیں کرتے (توبہ 29)

انکی گرنوں پر ضرب لگاؤ اور پور پور توڑ و (انفال 12)

جواب: یہاں بھی دو مختلف تصورات کو گڈ مڈ کیا جا رہا ہے۔ پہلی دو آیات کے سلسلہ میں یہ ذہن میں رہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو با اختیار مخلوق بنایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾

اور نفس کی قسم اور جس نے اسے درست کیا ہے (7) پھر بدی اور تقویٰ کی ہدایت دی ہے (8) بے شک وہ کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاکیزہ بنا لیا (9) اور وہ نامراد ہو گیا جس نے اسے آلودہ کر دیا ہے (10) (سورہ الشمش) اسی طرح فرمایا

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ یقینا ہم نے اسے راستہ کی ہدایت دے دی ہے چاہے وہ شکر گزار ہو جائے یا کفران نعمت کرنے والا ہو جائے (3) (سورہ الدھر)

اسی اختیار کی وجہ سے اسے جزا وسزا کا مستحق قرار دیا۔ یعنی ہر انسان اپنا راستہ اختیار کرنے میں آزاد ہے۔

اب دوسری دو آیات ہیں وہ جنگ کے بارے میں ہیں اس لیے ان کی تفاصیل جانے بغیر کوئی ایک آیت پیش کر دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ نے کافروں کے قتل کا حکم دیا ہے۔ اس لیے ان آیات کا تمام سیاق و سباق پڑھنے کی ضرورت ہے۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر 13 میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ کیا تم اس قوم سے جہاد نہ کرو گے جس نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے اور رسول کو وطن سے نکال دینے کا ارادہ بھی کر لیا ہے اور تمہارے مقابلہ میں جنگ کی پہل بھی کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو تو خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا خوف پیدا کرو اگر تم صاحب ایمان ہو۔ (13)

اور سورہ انفال کی آیت 12 سے پہلے کا بھی سارا پس منظر ذہن میں رکھیں۔ کفار کو مسلمانوں نے جنگ کی دعوت نہیں دی تھی۔ یہ غزوۂ بدر کا ذکر ہے۔ وہ خود ان سے جنگ لڑنے آئے تھے۔ اب ان کے گھر آ کر وہ جنگ لڑ رہے ہیں جن کے بارے میں پھر اللہ تعالی مسلمانوں کو احکام دے رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے عہد کو توڑا، تمہیں تمہارے وطن سے نکالا اور اب جنگ کی پہل بھی کی۔ تو اس لیے ان کے جوڑ جوڑ پر ضرب لگاؤ۔ یعنی بہادری کے ساتھ ان کو شکست دو۔

-50

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسلیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں (الذاریات 56)

اللہ بے نیاز ھے (اخلاص 2)

جواب: یہ تو کوئی تضاد والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور اگر کوئی نہیں ایسا کرتا تو پھر اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ یعنی اگر انسان اللہ تعالی کو پرودگار مان کر اس کے احکامات پر عمل کرے گا اور اس کی عبادت کرے گا۔ تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اگر انسان ایسا نہیں کرتا تو اس سے اللہ تعالی کی ذات کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

-51

بدر میں ایک ہزار فرشتوں نے مدد کی (انفال آیت 9)

بدر میں تین ہزار فرشتوں نے مدد کی (آل عمران 124)

جواب: سورہ آل عمران کی آیت 124 میں نبی کریم ؐ مومنوں سے کہہ رہے ہیں کہ کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ اللہ تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے۔ اور اگلی ہی آیت میں اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ بلکہ اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور تو جب بھی دشمن تمہارے اوپر چڑھائی کریں گے تو اللہ پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ ان دونوں آیات میں اللہ تعالی نے یہ وضاحت نہیں کی کہ اس نے کتنے فرشتوں سے مدد کر دی ہے۔

اس کے بعد سورہ انفال میں اللہ تعالی نے بتا دیا کہ اس نے ایک ہزار فرشتوں سے مدد کی تھی۔ یعنی پہلی آیات میں اتنی تعداد میں مدد ممکن تھی۔ اور سورہ انفال میں بتا دیا کہ حقیقی طور کتنی تعداد بھیجی تھی۔ اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

-52

اللہ گمراہ کرتا ھے (جاثیہ 23)

شیطان گمراہ کرتا ہے (القصص 15)

انسان خود کو گمراہ کرتا ہے (ق 27)

جواب: سب سے پہلے تو یہ چیز ذہن میں رہے کہ انسان ایک با اختیار مخلوق ہے۔ اور شیطان نے قیامت تک مہلت لے رکھی ہے کہ وہ اسے گمراہ کرے گا۔ یعنی وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا۔ اب بھی انسان ہی با اختیار ہے کہ وہ اس کے وسوسہ میں آ کر اس کی بات پر عمل کرتا ہے۔ یا اپنی مرضی کر کے سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے۔ انسان جزا اور سزا کا مستحق صرف اپنے اختیار کی وجہ سے ہے۔ اب سیدھا راستہ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی وساطت سے وحی کی رو سے بتا دیا ہے۔

جو شخص نیکی کرے گا تو وہ نیکی میں آگے بڑھتا ہی جائے گا۔ اور جو شخص برائی ہی کرتا جائے گا تو وہ اسی میں ہی آگے بڑھتا جائے گا۔ لیکن کسی بھی وقت برائی کرنے والا نیکی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ اپنے گرد و پیش ہم بہت سے ایسے لوگ دیکھتے ہیں۔

سورہ جاثیہ میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ پھر کیا تم نے کبھی اُس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی

خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم کے باوجود اُسے گمراہی میں پھینک دیا اور اُس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اُسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟ (23)

سورہ قصص میں موسیٰؑ کا قول ہے کہ جب انہوں نے مکا مار کر قبطی کو مار ڈالا تو فوراً ہی کہا کہ یہ شیطانی کام ہو گیا اور وہ واضح گمراہ کرنے والا ہے۔

اور سورہ ق میں شیطان کہہ رہا ہے کہ یا اللہ یہ شخص پہلے سے ہی گمراہی میں تھا میں نے اسے گمراہ نہیں کیا۔

ساری آیات سیاق وسباق میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

-53

بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا (الزمر آیت 53)

اللہ شرک نہیں بخشے گا (نساء آیت 116)

جواب: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے، اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا (116)

اور سورہ الزمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندو! میری رحمت سے مایوس مت ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اس لیے اس کی معافی نہیں ہے اس کے سوا جو گناہ ہیں وہ اللہ معاف کر دے گا۔

-54

کوئی رب کی باتوں کو بدل نہیں سکتا (الانعام 115) 64،10

ہم جو کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر لاتے ہیں (البقرہ 106)

جواب: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بُھلا دیتے ہیں، اس کی جگہ اس سے بہتر لے آتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے؟ (106)

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور حاکم ہے۔ اس لیے اگر کوئی آیت منسوخ کر دے یا بدل دے تو وہ قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ چند آیات قرآن کے اندر ہی بیان کر دی گئی ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہے کہ کسی حدیث کے ذریعے کسی قرآن کی آیت کو منسوخ کر دیا جائے۔ (ان کی تفصیل کے میری کتاب قرآن فہمی سے یہ مقام دیکھا جا سکتا ہے۔)

اب جو بات اللہ بیان کر رہے ہیں سورہ یونس کی آیت نمبر 64 میں کہ اللہ کے رفیقوں کے لیے کوئی خوف اور حزن نہیں ہے۔ اور ان کے لیے خوشخبری ہے۔ اس بات کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ یا سورہ انعام کی آیت نمبر 115 میں بتایا کہ تیرے رب کے تمام احکام عدل اور سچائی کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ ان کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔

-55

ابلیس فرشتہ تھا (البقرہ آیت 34)

ابلیس جن تھا (الکہف 50)

جواب: ابلیس جنوں میں سے تھا وہ فرشتہ نہیں تھا۔ یہ قرآن سے باہر کی کہانیاں ہیں کہ وہ پہلے فرشتہ تھا۔ قرآن نے کہیں نہیں لکھا کہ وہ فرشتہ تھا۔ سورہ بقرہ والی آیت سے لوگوں نے مطلب نکالا کہ چونکہ سجدہ کا حکم تمام فرشتوں کے لیے تھا اس لیے شیطان کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا۔ مگر سورہ اعراف کی آیت نمبر 12 میں شیطان کے لیے علیحدہ سے حکم موجود ہے۔ جب اللہ اس سے پوچھ رہے ہیں کہ جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو پھر تو نے سجدہ کیوں نہ کیا؟ فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالی فرما چکے ہیں کہ وہ حکم سے انکار نہیں کر سکتے۔ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور جو ان کو حکم ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔(50) سورہ النحل

-56

انسان پانی سے بنایا گیا (فرقان 54)

مٹی سے بنایا (انعام 2)

گارے سے (حجر 26)

زمین سے سبزے کی طرح اگایا (نوح 16)

جمے ہوئے خون سے پیدا کیا (علق 2)

کسی بھی چیز سے نہیں بنایا (مریم 67)

جواب: پہلی پانچ آیات کے بارے میں تو ہم نے بیان کر دیا ہے کہ متشابہات کے بارے میں کوئی بھی حتمی بات نہیں کی جا سکتی۔ یہ ساری ہی چیزیں انسان کی تخلیق میں شامل ہیں۔ اب ارتقاء کے کن کن مراحل سے گذر کر انسان بنا ہے اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

آخری آیت اس طرح سے ہے۔ وَيَقُوْلُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ انسان کہتا ہے کیا واقعی جب میں مر چکوں گا تو پھر زندہ کر کے نکال لایا جاؤں گا؟ (66) کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا؟ (67)

اس انداز سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اوپر والا حوالہ کیا تصور پیدا کرتا ہے۔ اور اصل آیت میں کیا بات کی جا رہی ہے۔

-57

شراب شیطانی کام ہے (مائدہ 90) (بقرہ 219)

جنت میں شراب کی نہریں (محمد 15)

انکو مہر بند شراب پلائی جائیگی شراب کا ذکر اللہ کی نعمتوں کے ساتھ کیا گیا ہے (نحل 67)

جواب: جنت والی شراب ایسی نہیں ہوگی جیسی یہاں ملتی ہے۔ وہ نشے والی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا، لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ نہ ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہوگا اور نہ ان کی عقل اس سے خراب ہوگی (47) سورہ الصافات

-58

بیویوں میں انصاف کر سکو تو دو تین چار نکاح کرو (النساء 3)

تم ہرگز بیویوں میں انصاف نہیں کر سکتے (النساء 129)

جواب: سورہ النساء میں دو، تین یا چار کا حکم خاص وقت کے لیے ہنگامی طور پر تھا۔ کہ اگر تمہاری کفالت میں یتیم بچیاں آ گئی ہیں اور ان کا

مال اسباب بھی تمہارے پاس ہے۔اب تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے نکاح میں آجائیں اور سارا مال تمہارا ہو جائے۔اور پھر آزاد عورت کے مقابلے میں حق مہر بھی زیادہ نہ دینا پڑے۔

اب اللہ نے یہ حکم دیا کہ ایسا ظلم کرنے سے بہتر ہے کہ آزاد عورتوں میں سے دو، تین یا چار سے نکاح کرلو۔مگر پھر وضاحت کردی کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کرسکو گے تو پھر ایک پر ہی اکتفا کرو۔اور اسی بات کو آیت نمبر 129 میں بیان کردیا کہ تم استطاعت نہیں رکھتے کہ ان کے درمیان انصاف قائم کرسکو۔اس لیے اللہ تعالی مشورہ دے رہے ہیں کہ ایک ہی بیوی پر اکتفا کیا کرو۔(کثرت ازواج عرب معاشرے کا کلچر تھا۔مگر اسلام نے ایک ہی بیوی کا تصور دیا مگر یہ کہ کوئی ہنگامی حالت پیدا ہوجائے۔جیسا کہ جنگ میں مردوں کی قابل ذکر اکثریت قتل ہوجائے۔تو پھر معاشرے کو برائی سے بچانے کے لیے ایسے حکم پر عمل ضروری ہوتا ہے۔)

-59

روز آخرت والے دن اللہ کچھ لوگوں سے کلام نہیں کرے گا (ال عمران 77)

سب سے سوال کیا جائے گا (الحجر 92)

جواب: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ رہے وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، تو ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ اُن سے بات کرے گا نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، بلکہ اُن کے لیے تو سخت دردناک سزا ہے (77) آل عمران

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ جنہوں نے اپنے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے (91) تو قسم ہے تیرے رب کی، ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے (92) کہ تم کیا کرتے رہے ہو (93) الحجر

پہلی بات تو یہ ذہن میں رہے کہ انسان دنیا میں اختیار و ارادہ کے ساتھ بھیجا گیا اور اس کا ایک وقت معین ہے کہ اس نے کتنی دیر یہاں رہنا ہے کیونکہ یہ دنیا عارضی ہے۔جبکہ اصل قیام گاہ آخرت کی ہے جو کہ ہمیشگی کی ہے۔اس لیے انسان کو اپنے اعمال کا جواب ہر صورت دینا ہے۔جس کی بنا پر جنت اور جہنم کا فیصلہ ہونا ہے۔

اب سورہ آل عمران والی آیت میں کچھ لوگوں نے جو جرم کیا، اس کے نتیجے میں اللہ نے بتایا کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا۔یعنی اللہ تعالی واضح کررہے ہیں کہ اس دن اللہ کی ملاقات، اس کا دیکھنا، اللہ سے بات کرنا اور جو چھوٹی موٹی برائیاں نفس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں ان کا دور ہونا، اللہ کی طرف سے رحمت اور شفقت ہے۔اب ایسے لوگ اس سے محروم رہیں گے۔ان کے اعمال کا سوال تو ہر صورت ہونا ہے۔اور قرآن کے بے شمار مقامات پر یہ وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ہم چند مقامات درج کئے دیتے ہیں۔ایک تو اوپر سورہ حجر کی آیت 93-92 ہے۔مزید دیکھئے۔

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٥﴾ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦﴾ کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کردیا اُن پر ہمارا عذاب اچانک رات کے وقت ٹوٹ پڑا، یا دن دہاڑے ایسے وقت آیا جب وہ آرام کررہے تھے (4) اور جب ہمارا عذاب اُن پر آ گیا تو ان کی زبان پر اِس کے سوا کوئی صدا نہ تھی کہ واقعی ہم ظالم تھے (5) پس یہ ضرور ہوکر رہنا ہے کہ ہم اُن لوگوں سے باز پرس کریں، جن کی

طرف ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں (کہ اُنہوں نے پیغام رسانی کا فرض کہاں تک انجام دیا اور انہیں اس کا کیا جواب ملا)

(6) سورہ اعراف

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ پھر ضرور اُس روز تم سے اِن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی (8) سورہ تکاثر۔

ہاں جو سخت قسم کے مجرم ہیں وہ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے اس لیے ان سے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿٤١﴾ اُس روز کسی انسان اور کسی جن سے اُس کا گناہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی (39) پھر (دیکھ لیا جائے گا کہ) تم دونوں گروہ اپنے رب کے کن کن احسانات کا انکار کرتے ہو (40) مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انہیں پیشانی کے بال اور پاؤں پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا (41) سورہ رحمن

-60

مصیبت اللہ کی طرف سے آتی ہے (تغابن آیت 11)

مصیبت خود انسان کیوجہ سے آتی ہے (شوری آیت 30)

جواب: یہ دنیا مادی قوانین کے تحت چلتی ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے پھر تندرست ہوجاتا ہے۔ شادی کرتا ہے کامیاب بھی ہوتی ہے ناکام بھی ہوتی ہے۔ کاروبار کرتا ہے نفع بھی حاصل ہوتا ہے نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ بہترین دوست آخر تک دوستی نبھاتا ہے مگر بعض اوقات دوست دھوکہ بھی دے دیتا ہے۔ انسان کے بچے پیدا ہوتے ہیں بعض اوقات وہ تادیر زندہ رہتے ہیں بعض اوقات وفات پا جاتے ہیں۔ یعنی اس دنیا کے نظام میں یہ ساری چیزیں ایسے ہی چلتی ہیں۔ اعمال اور ان کے نتائج اللہ نے ساتھ ہی رکھ دیئے ہیں۔

سورہ تغابن میں اللہ نے فرمایا کہ جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے وہ اللہ کے حکم یا اجازت سے آتی ہے۔ یعنی اللہ نے جو نظام بنایا ہے اس کے تحت آتی ہے۔ اب آیت کا اگلا ٹکڑا بھی دیکھ لیں۔ اور جو کوئی ایمان والا ہوتا ہے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔ یعنی اسے اس مصیبت سے نکلنے کی راہ دکھا دیتا ہے۔ سورہ شوریٰ میں بھی کہا کہ مصیبت انسان کے اپنے ہاتھوں سے لائی ہوتی ہے۔ جبکہ اللہ بہت سی مصیبتیں انسان سے ٹال دیتا ہے۔ یہ اس آیت کا اگلا ٹکڑا ہے۔ آیت 30۔

ایسا ہی معاملہ سورہ النساء میں بیان کیا گیا ہے۔

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ تم جہاں بھی رہو گے موت تمہیں پا لے گی چاہے مستحکم قلعوں میں کیوں نہ بند ہوجاؤ۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ اچھے حالات پیدا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے تو آپ کہہ دیجئے کہ سب خدا کی طرف سے ہے پھر آخر اس قوم کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھتی ہی نہیں ہے (78) تم تک جو بھی اچھائی اور کامیابی پہنچی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بھی برائی پہنچی ہے وہ خود تمہاری طرف سے ہے۔ اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنایا ہے اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے (79) سورہ النساء

61-

قران متقین کے لیے ہدایت ہے (البقرہ آیت 2)

قران سب کے لیے ہدایت ہے (الانعام آیت 91)

جواب: قرآن سے جو بھی ہدایت لینا چاہے لے سکتا ہے۔ متقی اس لیے استعمال ہوا کہ یہ عام انسانوں کی نسبت ایک برگزیدہ اور پرہیزگار طبقہ ہوتا ہے۔ اور اس کی صفات سورہ بقرہ کی اگلی آیات ہی میں بیان کر دی گئی ہیں۔ قرآن سبھی لوگ پڑھتے ہیں، مسلم بھی غیر مسلم بھی۔ اور بہت سے مسلمان ترجمے کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں۔ مگر ہدایت کا تعلق اس میں موجود احکامات پر عمل سے ہوتا ہے۔

62-

جادوگر موسی پر ایمان نہ لائے (یونس 83)

جادوگر موسی پر ایمان لے آئے (اعراف 117-120)

جواب: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جادوگر ایمان لے آئے تھے۔ اب یہاں قرآن کا ایک جملہ درمیان سے لے کر یہ کہہ دینا کہ قرآن کہتا ہے کہ جادوگر ایمان نہیں لائے تھے درست نہیں۔ آیت 83 دیکھیے۔

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ پس موسیٰ پر ان کی قوم کے چند جوانوں کے سوا (کوئی) ایمان نہ لایا، فرعون اور اپنے سرداروں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دیں۔ سورہ یونس

اس آیت میں جادوگروں کا ذکر ہی موجود نہیں ہے۔ واضح رہے کہ جادوگر فرعون نے ہرکارے بھیج کر دور دراز سے اکٹھے کئے تھے۔ جادوگروں کے ایمان کا ذکر دیگر مقامات پر بھی موجود ہے۔ سورہ طہ آیت 70۔ سورہ الشعراء آیت 46۔

63-

ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے (اعراف آیت 27)

لوگوں نے خود شیطانوں کو اپنا دوست بنایا (الاعراف 30)

جواب: پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ انسان ایک خود مختار مخلوق ہے۔ جب وہ غلط راہ اختیار کرتا ہے تو شیطان اس کا دوست بن جاتا ہے۔ اور اس کو مزید گمراہی کی طرف دھکیلتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ نے شیطان کو ان کا دوست بنا دیا۔ دوسری آیت میں واضح ہے کہ انہوں خود دوست بنایا۔ یعنی ابتداء انسان کی طرف سے ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اللہ پہلے ہی کچھ لوگوں کو شیطان کے سپرد کر دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تو لوگوں کو جھٹکے لگاتا رہتا ہے تاکہ وہ باز آ جائیں۔ اور جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿٣٦﴾ جو شخص رحمان کے ذکر (قرآن) سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے (36) سورہ الزخرف

یہاں بھی پہل انسان کی ہے کہ اس نے اللہ کے ذکر یعنی قرآن سے بے رغبتی اختیار کی۔ تو اس پر ایک شیطان غالب ہو گیا۔

64-

ایمان والوں رسول سے سرگوشی سے پہلے صدقہ دے لیا کرو (مجادلہ 12)

رسول سے سرگوشی سے پہلے صدقہ نہ کرو اللہ معاف کرنے والا ہے (مجادلہ 13)

جواب: یہ دو آیات میں تضاد نہیں ہے بلکہ پہلی ہی آیت میں اللہ نے ذکر کر دیا کہ اگر تمہارے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہیں تو کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالی معاف کرنے والا ہے۔ اور دوسری آیت میں مزید واضح کر دیا۔ معاملہ صرف یہ تھا کہ کچھ لوگ نبی کریمؐ کو خواہ مخواہ الجھا کر رکھتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالی نے یہ پابندی لگا دی۔ اور پھر کہا کہ اگر صدقہ نہیں کر سکتے تو پھر نماز، زکوۃ کی پابندی کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالی مومنوں کو احکامات دیتے رہتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم رسول سے تخلیہ میں بات کرو تو بات کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دو یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ تر ہے البتہ اگر تم صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ پاؤ تو اللہ غفور و رحیم ہے (12) کیا تم ڈر گئے اس بات سے کہ تخلیہ میں گفتگو کرنے سے پہلے تمہیں صدقات دینے ہونگے؟ اچھا، اگر تم ایسا نہ کرو اور اللہ نے تم کو اس سے معاف کر دیا تو نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (13)

65-

آسمان اور زمین علیحدہ تھے (فصلت 11)

آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے (الانبیاء 30)

جواب: سورہ انبیاء کی اس آیت کا یہ ترجمہ کر دیا جاتا ہے کہ زمین و آسمان باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں علیحدہ کر دیا۔ جب کہ اس کا درست مفہوم یہ ہے کہ زمین اور آسمان بند تھے اور ہم نے انہیں کھول دیا۔ بارش برسائی اور آسمان کھل گیا اور زمین مردہ پر کھیتی اگ آئی، وہ بھی کھل گئی۔ اور آخری حصہ نے نے بات واضح کر دی کہ ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ یہی مفہوم امین احسن اصلاحیؒ اور امام احمد رضا خانؒ نے کیا ہے۔

66-

اللہ کے سوا کوئی مددگار دوست نہیں (عنکبوت 22)

فرشتے دنیا میں بھی آپکے دوست ہیں آخرت میں بھی (فصلت 31)

جواب: فصلت آیت 30 اور 32 کو بھی ساتھ ملائیں اور پڑھیں۔ فرشتے اللہ تعالی ہی کے حکم سے مومنوں کے مددگار ہیں۔ سورہ مریم آیت 64 میں واضح کر دیا۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ ہم تمہارے رب کے حکم کے بغیر نہیں اُترا کرتے۔

67-

بنی اسرائیل بچھڑے کو پوجنے پر نادم ہوئے (الاعراف 149)

نادم نہیں ہوئے بلکہ اسی پر جمے رہے (طٰہٰ آیت 91)

جواب: سورہ طہ کی آیت میں ہے کہ ہارونؑ نے لوگوں کو منع کیا کہ ایسا کام نہ کرو۔ اس پر یہ جواب قوم کے لوگوں نے دیا تھا کہ ہم اسی پر جمے رہیں گے جب تک کہ موسیٰؑ ہمارے پاس نہ آجائیں۔ لیکن بعد میں یہی لوگ نادم ہوگئے۔ دونوں آیات میں تفصیل موجود ہے۔

68۔

روز آخرت کے دن برے لوگوں کو اعمال نامہ پیٹھ پیچھے دیا جائے گا (الانشقاق 10)

بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (الحاقة 25)

جواب: دونوں ہی صورتیں موجود ہیں۔ کچھ کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کچھ کو پیٹھ پیچھے سے۔ یہ تو جرائم کے حساب سے ہے۔

69۔

عیسی وفات پا گئے (آل عمران آیت 55)

عیسی کی موت مشتبہ بنادی گئ (نساء آیت 157)

جواب: سورہ آل عمران میں لفظ متوفیك سے مراد وفات پانا نہیں ہے۔ بلکہ پورا پورا لینا ہے۔ اللہ تعالی نے عیسیؑ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور یہودیوں کو شبہ ہوا کہ انہوں نے آپؑ کو صلیب دے دی ہے۔ متوفیک پر امین احسن اصلاحیؒ کی تدبر قرآن ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اور اس کی تفصیل میں نے اپنی کتاب قرآن فہمی میں بھی درج کی ہے۔ لنک درج ذیل ہے۔

www.ebooksall.com/quran-fahmy-by-haider-ali

70۔

انسان کے لیے دو زندگیاں اور تین بار موت ہے (البقرہ 28)

دو بار موت اور دو بار زندگی ہے (غافر آیت 11)

جواب: سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں دو بار ہی موت کا ذکر ہے۔ آیت حسب ذیل ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ (کافرو!) تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (28)

71۔

زمین وآسمان کو کہا کہ بن جاؤ تو وہ بن گئے (فصلت 11)

زمین وآسمان پہلے ہی تھے ہم نے علیحدہ کر دیے (ابرہیم 30)

جواب: ان آیات کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کونسے ارتقائی مراحل سے زمین وآسمان کو گزرنا پڑا۔ اس کی تمام جزیات اللہ کی ذات ہی جانتی ہے۔ وہ تو صرف کنُ کہتا ہے اور کام ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالی نے یہ باتیں صرف انسان کے غور کے لیے کہی ہیں کہ اتنی زبردست کائنات کا خالق کتنا طاقتور ہوگا۔

72۔

اللہ نے زمین وآسمان کو 6 دنوں میں پیدا کیا پھر سورج چاند ستارے مسخر کیے۔ (اعراف 7)

زمین وآسمان کو (فوری بنادیا) کہا ہوجا تو ہو گئے (بقرہ 117)

جواب: تضاد نمبر 71 والا جواب۔

73-

اور ہم نے مجرم لوگوں کو نبی کا دشمن بنا دیا (فرقان 31)

اللہ ہی ہدایت دیتا ھے (فرقان 31)

جواب: کمال ہی کر دیا۔ ایک ہی آیت میں تضاد نکال دیا۔ آیت دیکھ لیں

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ اور اسی طرح ہم نے گنہگاروں میں سے ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا۔ اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے (31)

اللہ بتا رہے ہیں کہ مجرم لوگ نبی کے دشمن ہوتے ہیں جیسا کہ ہر امت میں رہے ہیں۔ نیک اور سمجھدار لوگ تو فوری نبی پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ان مجرموں کے مقابلہ میں اللہ ہی مدد دینے اور ہدایت دینے کے لیے کافی ہے۔

74-

موسیٰ نے جادو کی ترغیب کی (طہ 69)

جادو شر ہے (فلق 4)

جواب: وہ تو جادوگروں کے ساتھ مقابلہ تھا کون نہیں اسے جانتا۔ سیاق و سباق کی آیات ملا کر پڑھ لیں۔ موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے لاٹھی کو پھینکا تھا۔ جس نے اژدھے کا روپ دھار کر جادوگروں کے سانپ کھا لیے تھے۔ پیغمبر کبھی جادو کی ترغیب نہیں کرتے۔

75-

انسان اور جن جہنم میں جائیں گے۔ جانور نہیں (اعراف 179)

انسانوں اور جانوروں کی بڑی تعداد جہنم جائیگی (حج 18)

جواب: جنت اور جہنم کا تعلق اختیار وارادہ سے ہے اور یہ صرف جن اور انسان کو دیا گیا ہے۔ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ سورہ حج میں کہا کہ مختلف سیارے اور جاندار اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور انسانوں میں سے کچھ لوگ بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور جو اللہ کو سجدہ نہیں کرتے وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ اور بہت سے انسان خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ باقی مخلوق تو مجبور محض ہے۔

76-

قیامت کے دن لوگ قبروں سے زندہ کیے جائیں گے (حج 7)

جو اللہ کے راہ میں مارے گئے وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیے جا رہے ہیں (نساء 169)

جواب: جی ہاں! بالکل ٹھیک بات ہے۔ جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔ وہ سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے۔ مگر ہم اس کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ سورہ یسین میں بھی ایک آدمی کا ذکر ہے جو جنت میں چلا گیا۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا۔ بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو جائے (26) کہ خدا نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا (27)

اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لیے اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔

77-

اس دن کوئی کسی کی سفارش نہیں کرے گا (123-2) 2-47

سوائے اس کے جس کو اللہ نے اجازت دی ہو (طہ 109)

جواب: سفارش یا شفاعت کے موضوع پر قرآن میں مختلف طرح کی آیات بیان ہوئی ہیں۔ جن کا خلاصہ اس طرح سے ہے۔

1۔ شفاعت وہ کرسکتا ہے جس نے رحمن سے کوئی عہد لیا ہے۔ سورہ مریم آیات 85-87۔

2۔ شفاعت وہ کرسکتا ہے جس کو رحمن اجازت دے۔ اور اس کی بات بھی پسند فرمائے۔ سورہ طہ آیت 109۔

3۔ شفاعت وہ کرسکتا ہے جو جانتا ہو۔ اور سچی شہادت دے۔ سورہ الزخرف آیت 86۔

4۔ کچھ فرشتے بھی شفاعت کر سکتے ہیں مگر اللہ کی رضامندی کے ساتھ۔ سورہ النجم، آیت 26۔

اس سے صاف واضح ہے کہ جب یہ سب کچھ اللہ تعالی نے اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ تو اللہ تعالی صرف اور صرف عدل والا معاملہ کریں گے۔ سورہ بقرہ کی دونوں آیات میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ اس دنیا کے مقابلہ میں ہے۔ یعنی یہاں پر انسان یہ سارے حیلے بہانے اور وسیلے کر کے جرم سے بچ جاتا ہے۔ مگر آخرت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

78-

جنت کے چوڑائی آسمانوں اور زمین کی ہے (ال عمران 133)

جنت کی چوڑائی (ایک) آسمان اور زمین جیسی ہے (حدید 21)

جواب: ایک آیت میں آسمانوں کا لفظ آیا۔ اور دوسری میں آسمان۔ یعنی جمع اور واحد کے الفاظ استعمال ہوئے۔ تو کیا اس سے تضاد لازم آ گیا۔ کیا فاصلہ ایک جیسا نہیں رہا؟

79-

جنت میں مرد اپنی بیویوں کے ساتھ ہوں گے (زخرف 70)

بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ بیاہ ہونگے (طور 20)

جواب: اللہ تعالی جنت میں حوروں کے ساتھ نکاح کر دیں گے۔ وہی ان کی بیویاں ہونگی۔ الزخرف کی آیت سے یہ مراد نہیں نکالی جاسکتی کہ دنیا والی بیویوں کے ساتھ ہونگے۔ یہاں کے رشتے دنیاوی معاملات چلانے کے لیے ہیں۔ ضروری نہیں کہ آخرت میں بھی یہ رشتے آگے چلیں۔ بہت سے لوگ جنت میں ہونگے اور ان کی بیویاں جہنم میں۔ اور بہت سی عورتیں جنت میں ہونگی اور ان کے خاوند جہنم میں۔ دنیا میں بے شمار مرد اور عورتیں شادی ہی نہیں کرتے۔ اس لیے وہاں کا معاملہ وہاں جا کر ہی پتا چلے گا۔ فی الحال جو اللہ بتا رہے ہیں اسی پر اکتفا کر لیا جائے۔

80-

سب (مسلمان) جہنم سے گزر کر جائیں گے (مریم 71)

مومن مسلمان سیدھا جنت جائیں گے (محمد 47)

جواب: پہلی بات یہ کہ بریکٹ میں جو لفظ مسلمان لکھا گیا۔ آیت میں وہ استعمال نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ اس آیت کا سیاق 66 نمبر سے شروع ہوتا ہے۔ اور 71 نمبر والی آیت کا خطاب اس انسان سے ہے جو دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان نہیں رکھتے۔ ہم آیات یہاں بیان کر دیتے

ہیں۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾

اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤ گا تو کیا زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ (66) کیا (ایسا) انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے بھی پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی چیز نہ تھا (67) تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی۔ پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) (68) پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے (69) اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں (70) اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے (71) سورہ مریم

آخری آیت ان لوگوں سے متعلق ہے جن کو آیت 68 میں اللہ جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔ اور مومنوں کے بارے میں اللہ کا واضح اعلان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾

جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔ وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (101) (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی) ہر طرح کے عیش اور لطف میں ہمیشہ رہیں گے (102) ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (103) سورہ انبیاء

بدقسمتی سے سورہ مریم کی آیت 71 سے ایک تصور پل صراط کا وضع کیا گیا۔ جو سراسر ضعیف روایات کی پیداوار ہے۔ قرآن کریم سے اس قسم کے تصور کی تائید نہیں ہوتی۔

-81

کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے (نبا 23)

سوائے یہ کہ اللہ کچھ اور چاہے (انعام 128) (ہود 107)

جواب: اس دنیا کے بعد جنت یا جہنم ہمیشگی کی ہے۔ قرآن نے یہی بیان کیا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ خلدین فیھا ابدا کا استعمال ہوا ہے۔ اب سورہ انعام میں کافروں کے بارے میں پہلے کہا کہ آگ تمہارا ٹھکانہ ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہے مگر جو اللہ چاہے بے شک اللہ حکمت والا علیم ہے۔ اور سورہ ہود میں فرمایا کہ کافروں نے جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ بے شک تیرا رب جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

یہ خالص خدائی معاملہ ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی حد تک ہی رہنا چاہیئے۔ اور جہنم سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔ ہم خدا پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتے۔ وہ تو کہتا ہے کہ اگر چاہے تو ساری مخلوق کو ختم کر ڈالے۔ اور کوئی اور مخلوق لے آئے۔ تو اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

-82

اللہ کے سوا جو پوجا جائے وہ (یسوع مسیح) جہنم میں جائیگا (انبیاء 98)

مسیح ابن مریم دنیا و آخرت میں اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہے (ال عمران 45)

جواب: سورہ انبیاء کی آیت میں ایسا بالکل نہیں لکھا ہوا۔ آیت دیکھ لیجئے

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ (کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ اور تم سب اس میں داخل ہو کر رہو گے (98)

قرآن کا یہ انداز نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی بات بغیر وضاحت کے بیان کر دے۔ قرآن جو بات کرتا ہے اس کا سیاق پیچھے کہیں نہ کہیں موجود ہوتا ہے۔ آپ آیت نمبر 52 سے پڑھ لیں۔ بتوں کا ذکر ہے جن کو ابرھیمؑ کی قوم پوج رہی تھی۔ اور عیسیٰؑ کے بارے میں قرآن میں وضاحت سے بیان ہے

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ سورہ المائدہ

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے اسے میں نہیں جانتا بےشک تو علاّم الغیوب ہے (116)

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا۔ جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (117)

ویسے بھی عقل کی بات ہے کہ ناکردہ گناہوں کی سزا کسی کو کیونکر دی جاسکتی ہے۔ اب آج کے دور میں پرانے بزرگوں کا نام پکارا جاتا ہے تو ہزار سال بعد کے اعمال کی بنا پر ان کی پکڑ کیسے کی جاسکتی ہے۔ قرآن میں یہ ساری باتیں مذکور ہیں جس دن اللہ ان شریکوں کو جن کو یہ پکارا کرتے تھے اٹھائے گا اور پوچھے گا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ سورہ فرقان

اور جس دن (خدا) ان کو اور اُن کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے (17) وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے۔ لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے۔ اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔ (18)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا

كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ سورہ یونس

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے (28)

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾

اور جب مشرک (اپنے بنائے ہوئے) شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ پروردگار یہ وہی ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ (اُن کے کلام کو مسترد کر دیں گے اور) اُن سے کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو (86) سورہ النحل

83-

جہنم میں کھانا خاردار سوکھی گھاس ہوگی (غاشیہ 88)

صرف زخموں کا پیپ ہوگا (حاقہ 36)

ان کا کھانا ایسی ٹہنیاں ہونگی جو شیطانوں کے سر کی مانند ہو (صافات 65)

جواب: یہ سبھی کچھ ہی ہوگا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آگ کا عذاب بھی ہوگا۔

84-

اللہ نے آدم نوح ابراہیم اور عمران کے گھرانے کو سب جہانوں پر فضیلت دی (ال عمران 33)

بنی اسرائیل کو تمام جہانوں پر فضیلت دی (بقرہ 47)

سب کو ایک نر اور مادہ سے پیدا کیا اور شناخت کے لیے قبیلے بنائے (حجرات 49)

جواب: آل عمران میں لفظ اصطفی استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ آدمؑ، نوحؑ، ابراھیمؑ اور عمرانؑ کے خاندان کو نبوت کے لیے منتخب کر لیا۔ جب کہ سورہ بقرہ میں فضلتکم کا لفظ استعمال ہوا۔ جس کا مطلب ہے کہ سب سے زیادہ نعمتیں اس آل کو ملیں۔ اسی بنا پر وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں۔

اور سورہ حجرات کے حوالہ سے یہ ماننا چاہئے کہ یہ خدائی فیصلہ ہے۔ اس نے تمام مخلوقات ایک جیسی نہیں بنائیں۔ جیسے اس نے کہا کہ انسانوں کو بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔ کچھ پیغمبروں کو باقی پر فضیلت دی۔ مرد کو عورت پر فضیلت دی۔ اسی طرح پیدائش کے حوالہ سے کچھ لوگ امیر گھرانے میں پیدا ہو گئے اور کچھ غریب ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس لیے کہ یہ دنیا آزمائش کا مرحلہ ہے۔ یہاں مساوات ناممکن ہے۔

85-

روز قیامت ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھائے گا (انعام 164) (فاطر 18)

اپنا بوجھ اور جن کو گمراہ کیا کچھ ان کا بوجھ (نحل 25)

اپنے علاوہ اور بہت سے بوجھ اٹھائیں گے (عنکبوت 13)

جواب: چونکہ ہر انسان ایک علیحدہ یونٹ ہے اس لیے جو نیکی یا بدی کرے گا تو وہی اس کا ذمہ دار ہوگا۔ مگر جن لوگوں نے اللہ کی بات نہیں مانی اور اس کی مخلوق کو گمراہ کیا۔ وہ خود بھی گناہگار ہونگے اور جن کو گمراہ کیا، ان کا بھی حصہ ان کو ملے گا۔

86۔

کوئی اللہ کی مرضی کے بغیر ایمان نہیں لاسکتا (یونس 100)

تم میں سے جو چاہے سیدھا چلے (التکویر 28)

جواب: سورہ یونس کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں (99) حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ خدا کے حکم کے بغیر ایمان لائے۔ اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر و ذلت کی) نجاست ڈالتا ہے (100)

آیات سے واضح ہے کہ دین میں کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ اور عقل والے اگر اپنی عقل سے کام لیں تو ضرور ہدایت پالیں۔

87۔

ہماری تقدیر پیدائش سے پہلے ایک کتاب میں لکھی (حدید 22)

لیلۃ القدر میں اس کا نزول ہوا (الدخان 3)

جواب: سورہ حدید میں جس کتاب کا ذکر ہے وہ اللہ کے ہاں کی کتاب ہے جس میں ہر کسی کے اعمال۔ اور دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات سب درج ہیں۔ اور اللہ تعالی کی قدرت اتنی ہے کہ اس کے لیے اپنے علم کی بنیاد پر ایسا لکھنا بہت آسان ہے۔ انسان نے اپنا اختیار و ارادہ استعمال کرنا ہے۔

لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا تھا۔ وہ الگ کتاب ہے۔

88۔

موت کا (ایک) فرشتہ جان لیتا ہے (سجدہ 11)

زیادہ فرشتے لیتے ہیں (محمد 27)

اللہ جان لیتا ھے (زمر 42)

ہمارے رسول جان قبض کرتے ہیں (انعام 61)

جواب: اللہ تعالی نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے۔ اب وہ اپنی ٹیم کی مدد سے ساری دنیا میں یہ فرائض سرانجام دیتا ہے۔ جہاں اللہ تعالی نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو چونکہ اس کی موت کا وقت اللہ نے ہی مقرر کیا ہے۔ اس وجہ سے یہ اللہ نے کہا ہے۔

89۔

ماں صرف وہی ھے جو آپکو جنم دے (مجادلہ 2)

نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (احزاب 6)

جواب: حقیقی بات یہی ہے کہ ماں وہی ہوتی ہے جو آپ کو جنم دیتی ہے۔ مگر چونکہ اللہ تعالی نے مومنوں پر پابندی لگائی کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی بیویوں سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا تو ان کی حیثیت بمنزلہ ماں قرار دے دی۔ ایسا نبیؐ کی بزرگی اور بلند شان کی وجہ سے کیا گیا۔

-90

یہودیوں اور عیسائیوں کا (غیر حلال) کھانا حلال ہے (مائدہ 5)

صرف وہی کھاو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (انعام 118)

جواب: اہل کتاب کا بھی وہی کھانا حلال ہے جو طیب ہے۔ آیت شروع ہی ان الفاظ سے ہو رہی ہے اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ۔

-91

حرمت والے چار مہینے ہیں (توبہ 36)

ایک مہینہ ہے (مائدہ 2)

جواب: سورہ مائدہ آیت نمبر 2 میں ایک مہینہ کا ذکر نہیں بلکہ تمام مہینے مراد ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۔مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بےحرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہوں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہوں۔

-92

اللہ مرتدوں کو سخت سزا دے گا (غاشیہ 23-24)

انکی پرواہ نہیں کرے گا (الممتحنہ 6)

جواب: دونوں مقامات پر مرتد کا ذکر نہیں ہے۔

-93

کافروں کے سب اعمال ضائع ہیں اور وہ جہنمی ہیں (توبہ 17)

جس نے ایک نیکی بھی کی وہ اسکے اعمال دیکھے گا (99-7)

جواب: جو لوگ اپنے آپ پر کفر ثابت کر رہے ہیں تو ان کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مگر دوسری آیت کے مطابق تمام لوگ گروہ در گروہ ہو کر آئیں گے اور اپنے اچھے یا برے اعمال ملاحظہ کر لیں گے۔ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ ﴿٨﴾ سورہ زلزال

-96

جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان سے لڑو (توبہ 29)

ان سے درگذر کرو (جاثیہ 14)

جواب: ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ جنگ والی آیات کو پورے سیاق و سباق کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ سورہ توبہ شروع سے پڑھیں۔ درمیان سے ایک ٹکڑا نکال کر ایک نظریہ بنانا درست نہیں۔

97-

مشرک ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو (لقمان 15)

مشرک باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو (توبہ 23)

جواب: دونوں مختلف آیات ہیں۔ پہلے والی آیت میں آپ ماں باپ کے ساتھ رہائش پذیر ہیں اور آپ کا ایمان ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں۔صرف وہ شرک کرنے کا کہہ رہے ہیں تو اللہ نے اس سے منع کر دیا مگر ان سے علیحدہ ہونے کا نہیں کہا۔ان کی ضروریات پورا کرنے کا حکم دیا۔اور دوسری آیت میں دو الگ الگ گروپ بن گئے ہیں۔اور وہ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے ہیں اور آپ سے جنگ لڑنے آ گئے ہیں۔اس لیےان سے تعلق سے اللہ تعالی نے منع فرما دیا۔

98-

تم عیسائیوں کو دوستی کے قریب پاو گے (مائدہ 82)

تم عیسائیوں سے دوستی نہ رکھو (مائدہ 51)

جواب: یہاں پھر پوری آیات بیان نہیں کی گئیں۔مسلمانوں کو بتایا گیا کہ یہودیوں کی نسبت عیسائی مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں اور یہودی دشمنی میں سخت ہیں۔جبکہ عیسائیوں میں علماء اور مشائخ ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔اب اگلا حکم دونوں کے بارے میں ہے کہ کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ کیونکہ یہودی اور عیسائی آپس میں دوست ہیں۔

99-

ہمارا اور تمہارا (غیر مسلم کا) ایک ہی معبود ہے (عنکبوت 46)

میرا اپنا معبود ہے اور تمہارا اپنا معبود ہے (کافرون 4-3)

جواب: معبود برحق تو ایک ہی ہے۔اب جن لوگوں نے بتوں کو معبود بنالیا ہے۔تو نبی کریمؐ نے ساری عمر ان کو تبلیغ بھی کی ہے مگر وہ نہیں مانے تو اللہ تعالی نے آپؐ سے کہہ دیا کہ ان کو کہہ دو کہ میں تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کر سکتا۔اور تم میرے معبود واحد کی عبادت نہیں کرتے۔تو تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا۔

100-

اللہ صرف مردوں میں سے نبی بھیجتا ھے (یوسف 109) فرشتوں اور لوگوں میں سے بھی (حج 75)

ہم زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو آیات جھٹلانے والوں سے کلام کرے گا (نمل 82)

زمین بھی کلام کرے گی جو ہم اسے وحی بھیجیں گے (زلزلہ 5)

جواب: اللہ کی قدرت ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔وہ قادر مطلق ہے۔اور ہر چیز کی طاقت رکھتا ہے۔اسی نے عیسیٰؑ کو طاقت دی جس کی وجہ سے وہ کوڑھی اور پیدائشی اندھے کو شفا دیتے تھے۔اور اسی کی دی ہوئی طاقت سے مردہ زندہ کر دیتے تھے۔اور مذکورہ بالا چیزوں میں کچھ بھی اس کے لیے ناممکن نہیں۔جب اس نے فرشتوں کو بھی نبی بنا کر بھیجا ہے تو انسان ہی کی صورت میں بھیجا ہے۔

جس کے پاس جس جس تضاد کا جواب ھے۔۔جواب دینا مت بھولے۔شکریہ۔۔

زرا سوچیئے۔سوچنا جرم نہیں۔※※

آیتوں کا مکمل متن پیش نہیں کیا گیا اختصار کے لیے صرف اختلافی باتیں بیان کی ہیں دوستو مان کر نہیں بلکہ جان کر جیو

جناب آپ کے بیان کردہ تمام تضادات کا جواب دے دیا ہے۔ اگر کسی بات کے سمجھنے میں مشکل پیش آئے تو ناچیز حاضر ہے۔ مزید وضاحت کر دی جائے گی۔ تضاد نمبر 94 اور 95 تحریر میں موجود نہیں ہے۔

حیدر علی

22-11-2024